بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

ایران ایٹمی معاہدے سے ٹرمپ کی دست برداری

سوال: ہم سب جانتے ہیں کہ امریکہ اداروں پر قائم ایک ریاست ہے اور بین الاقوامی سیاست میں امریکہ کا کردار وخاکہ امریکی صدر کے بجائے ان اداروں کے ذریعہ ہی طے کیا جاتا ہے لہٰذا ہم اس بات کو کیسے دیکھیں کہ امریکہ نے ایک طرف تو ایران کے ساتھ ایٹمی معاہدہ کیا تھا اور اس کو اپنی فتح قرار دیا تھا اور اب ٹرمپ اس معاہدے سے دست بردار ہو گیا ہے اور اس کو فتح قرار دے رہا ہے؟ براہ کرم وضاحت کریں، آپ کا بے حد شکریہ!

جواب: ہاں یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بین الاقوامی سیاست میں امریکہ کا کردار وخاکہ وہاں کے اداروں کے ذریعہ ہی طے کیا جاتا ہے اور امریکی صدر ذاتی طور پر اس کو طے نہیں کرتا ہے حالانکہ فیصلے کو ظاہر کرنے میں صدر کا انداز نمایاں ہوتا ہے البتہ اس سوال میں یہ پوچھا نہیں گیا کہ کون سی بنیاد ہے جس پر یہ رہنما وہدایات قائم ہوتی ہیں اور جس سے اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ ان ریاستی اداروں کی بنیاد امریکی مفادات ہوتے ہیں۔ کسی ایک صورت حال میں کوئی معاہدہ درکار ہو تو ادارے اس کی منظوری دیتے ہیں اور صدر بھی اس کی منظوری دیتا ہے اور اگر امریکی مفادات معاہدے کے حق میں نہ ہوں تو یہ ادارے معاہدے سے دست برداری کو منظور کرتے ہیں اور صدر بھی اس دست برداری کو منظور کرتا ہے۔

1۔ مثال کے طور پر امریکی ایجنٹ بشار کے جابرانہ اقتدار کو برقرار رکھنے کی خاطر ایران، امریکہ کے لئے نہایت اہم تھا جب تک امریکہ کو بشار کا متبادل نہ ملے۔ امریکہ کو جب شام کی عوامی تحریک سے ایک بڑا خطرہ محسوس ہوا جنہوں نے اسلام اور اسلامی حکومت کا نعرہ لگایا تھا تو اس کو یہ خوف لاحق ہوا تھا کہ اس ظالم وجابر کا اقتدار ختم ہو جائے گا اور ملک شام میں اسلام کی حکومت آجائے گی اور اس طرح خطے سے امریکی اثر ونفوذ ختم ہو جائے گا خاص طور پر جب اس عوامی تحریک میں 2015 میں مزید اضافہ ہوا اور یہ ہر جگہ پھیل گئی۔ چنانچہ ایسے حالات میں امریکہ چاہتا تھا کہ یہاں پر ایران نمایاں کردار ادا کرے اور اس لیے ایران پر عائد پابندیاں ہٹائیں جائیں تا کہ وہ امریکہ کی جانب سے اس عطا کردہ کردار کو بخوبی ادا کر سکے۔ چنانچہ اس ایٹمی معاہدے پر دستخط کرنا امریکی مفاد میں تھا تا کہ ایران کے سامنے موجود رکاوٹوں اور دشواریوں کو دور کیا جائے۔ یہ معاہدہ بہر حال ایران کو ذلیل کرنے والا تھا جیسا کہ 14 جولائی 2015 کو معاہدے پر دستخط کے بعد ٹی وی پر نشر کی گئی سابقہ امریکی صدر باراک اوبامہ کی تقریر سے بھی اس تذلیل کی تصدیق ہوتی ہے جب اس نے کہا کہ:

۔اس معاہدہ کے ذریعہ ایران کے لئے ایٹمی ہتھیار بنانے کے ہر راستے کو بند کر دیا گیا ہے۔۔اور یہ معاہدہ ایران کو اس کے دو تہائی نصب شدہ سینٹری فیوج ہٹانے اور بین الاقوامی نگرانی میں ان کو محفوظ کرنے کا پابند کرتا ہے۔

۔اس کو اس کے افزودہ یورینیم کے 98 فیصد حصے سے دست بردار کراتا ہے۔

۔ایران قبول کرتا ہے کہ اگر معاہدے کی خلاف ورزی ہوئی تو پابندیاں فوری دوبارہ نافذ کر دی جائیں۔

۔ ایران بین الاقوامی ایٹمی انرجی ایجنسی (IAEA) کو ہمیشہ کے لئے مستقل رسائی عطاء کرے گا جہاں بھی اور جب بھی درکار ہو جائے (BBC 14/7/2015)

20 جولائی 2015 کو اقوام متحدہ کی سیکیوریٹی کونسل کے ذریعہ اس معاہدے کی منظوری کے بعد ہم نے 22 جولائی 2015 کو ایک سوال کے جواب میں ایران کے ساتھ امریکی ایٹمی معاہدے کے اغراض کی وضاحت یوں کی تھی:

"ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معاہدے کے پیچھے امریکہ کا مقصد ایران پر سے پابندیاں ہٹا کر اور اس کے ساتھ کھلے تعلقات قائم کر کے ایران کے کام میں آسانی پیدا کرنا تھا تا کہ وہ اپنے لیے تجویز کردہ کردار کو باآسانی انجام دے سکے جو امریکہ کے کام کو آسان کرے اور اس کا کچھ بوجھ ہلکا کرے اور خطے کے لوگوں اور ریاستوں کے ساتھ اپنے خفیہ کھیل کو پوشیدہ رکھنے کا سامان تیار کر سکے۔ لہٰذا ایران خطے میں امریکہ کی پالیسی پر عملی طور پر کام کرتا رہے گا جیسا کہ عراق، ملک شام اور یمن میں ایران کا معاملہ ہے البتہ معاہدے سے قبل ایرانی ہاتھ کو پوشیدہ رکھا جاتا تھا اس کے برخلاف اب کسی پردہ کی آڑ لئے بغیر یا شفاف پردوں کے پیچھے سے ایران اس پر کام کرے گا"۔

بلاشبہ ایران نے یمن، شام، عراق ان ممالک میں امریکہ کی خاطر نہایت مجرمانہ گھناؤنا کردار ادا کیا ہے اور اپنے کالے کرتوتوں کو عوامی دائرے میں مزاحمت اور فرقہ وارنہ منافرت کے اپنے جعلی جھوٹے نعروں کے پیچھے جا کر کھلے طور پر انجام دیا ہے۔

یوں یہ معاہدہ طے کرنا امریکی مفادات کے حق میں تھا تا کہ ایرانی معیشت بحال ہو جس کے ذریعہ وہ خطے میں امریکی منصوبے کو نافذ کرنے میں سرگرم کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکے اور اس یقین دہانی کے ذریعہ کہ اس کے خلاف عائد معاشی پابندیاں ہٹالی جائیں گیں بالخصوص جب ملک شام کی بے قابو ہوتی صورت حال میں جابر بشار لاسد کے اقتدار کے کمزور ہونے کے ساتھ امریکی نفوذ کا خاتمہ نظر آرہا تھا اور اس کی خاطر ایران سے یہ کردار درکار تھا کہ وہ بشار کے دفاع میں کھڑا ہو اور اس کے لئے اس پر عائد معاشی پابندیاں ہٹائے جانے کا اس کو یقین دلایا جائے۔ سال 2015 میں بشار کی صورت حال نہایت نازک تھی اور اس کا اقتدار تقریباً ختم ہونے پر تھا لہٰذا امریکہ نے ایران کے ساتھ 14 جولائی 2015 کو ایٹمی معاہدہ کیا تا کہ ملک شام میں اس کا کردار متعارف کرایا جائے، اور نہ صرف ایران کو بلکہ اوبامہ نے 30 ستمبر 2015 کو پوٹن کے ساتھ ملاقات کر کے روسی افواج کو بھی ملک شام میں مدعو کیا اور روس کو پوری اجازت دی گئی کہ اس وقت تک کسی بھی طرح بشار کے اقتدار کو گرنے سے بچایا جائے جب تک کوئی دوسرا متبادل امریکی ایجنٹ تیار نہیں ہو جاتا۔

2۔ البتہ اب صورت حال کے متعلق امریکہ کا نقطہ نظر تبدیل ہو چکا ہے بالخصوص آج جب ملک شام کے حالات پر بشار غالب ہے۔ اس بات نے ٹرمپ انتظامیہ کو مزید ایک اور نقطہ نظر دیا ہے خصوصاً جب امریکہ کو عراق اور ملک شام میں آزادی کا مطالبہ کرتی ہوئی عوام کے خلاف براہ راست یا بالواسطہ جو پیش رفت ہاتھ آئی ہے تو اس کے بعد ایران کو کسی براہ راست مزید کوئی کردار دینے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ جیسا کہ صورت حال اب بدل چکی ہے اور یہ اوبامہ کے آخری دور سے شروع ہوئی تھی جب اس نے سعودی عرب اور ترکی کو براہ راست کردار عطاء کیا تھا۔ ان دونوں ممالک کی سازشیں شامی انقلاب کے خلاف روس و ایران اور اس کی پارٹی (حزب اللہ) اور شامی اقتدار کے ہتھیاروں اور ہتھکنڈوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئیں جنہوں نے صرف شامی انقلاب کو کمزور کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ترکی اور سعودی اقتدار نے پر فریب ہتھکنڈوں کے ذریعہ بشار اقتدار کے لئے فتح حاصل کر لی یوں ایران اپنے کردار کو نبھانے میں کافی پیچھے رہ گیا جو وہ سعودی عرب اور ترکی سے قبل صورت حال کو سنبھالنے کی خاطر فطری طور پر تنہاء انجام دیتا چلا آرہا تھا۔۔ چنانچہ امریکہ نے اب ایران کے کردار کو قائدانہ کردار کی بجائے اضافی کردار میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ بات قازقستان

کے شہر آستانہ میں ہونے والے معاہدات سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس طرح امریکہ تشدد کی روک تھام کے جواز کے پیچھے چھپ کر شامی انقلاب کو روکنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ ان بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ ہے جو ایران کے ساتھ ایٹمی معاہدے سے دست برداری کے امریکی اعلان کے پس پشت کارفرما ہے جس میں اس نئی قائم ہونے والی صورت حال میں امریکی مفاد کی خاطر معاہدے سے دست برداری درکار ہے۔ ان نئے حالات میں امریکہ کو اب خطے میں ایران کے کردار کو گھٹانا ہے اور اس کے لئے درکار تھا کہ معاہدے کے ذریعہ ایران کے فائدہ کو ٹرمپ بڑھا چڑھا کر دکھائے تاکہ بتا سکے کہ وہ اس معاہدے سے کیوں دستبردار ہونا چاہتا ہے کیونکہ اس کے دعوی کے مطابق یہ ایران کو ایٹمی ہتھیار حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس لیے 8 مئی 2018 کو تقریر کے ذریعہ ٹرمپ نے ایران کے ساتھ ایٹمی معاہدے سے دست برداری کا اعلان کرتے ہوئے دعوی کیا کہ "اگر میں اس معاہدے کو جاری رکھنے کی اجازت دوں تو مشرقِ وسطیٰ میں بہت جلد ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہو جائے گی اور ایرانی اقتدار کی تمام حرکتوں سے زیادہ خطرناک حرکت ایٹمی ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش ہے"۔ مزید اس نے کہا کہ "نظری طور پر نام نہاد ایرانی معاہدہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو تحفظ فراہم کرنے والا تھا لیکن اصل میں معاہدے کی رُو سے ایران کو یورینیم افزودہ کرنے کی اجازت حاصل تھی"۔ مزید اس نے کہا: "ظاہر ہے ایرانی رہنما یہ بتائیں گے کہ انہوں نے معاہدے پر نئے مذاکرات کی پیش کش کو مسترد کر دیا ہے، اور جب وہ ایسا کریں گے تو میں طاقت اور تیاری رکھتا ہوں" اور کہا کہ: "ہم نے دنیا بھر میں اپنے اتحادیوں اور شراکت داروں کے ساتھ بات چیت کی ہے اور اس کے بعد مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ ہم ایران کو ایٹم بم بنانے سے نہیں روک سکتے، چنانچہ میں آج ہی یہ اعلان کرتا ہوں کہ امریکہ اس ایرانی ایٹمی معاہدے سے دست بردار ہو گا اس معاہدے میں کچھ نہیں ہے جو ایران کو تباہی کے اس عمل سے روکے۔۔ میں چند لمحوں میں صدارتی میمورنڈم پر دستخط کر دوں گا تاکہ ایرانی اقتدار پر امریکی ایٹمی پابندیوں کو عائد کرنا شروع کر دیا جائے"۔ اور پھر ٹرمپ نے صدارتی میمورنڈم پر دستخط کئے اور کہا: "معاہدے سے متعلق مذاکرات اچھی طرح سے نہیں کئے گئے تھے اور معاہدہ میں بنیادی خرابی تھی اور معاہدے کی میعاد سے متعلق شقیں مکمل طور پر ناقابل قبول ہیں اور جب ہم ایران ایٹمی معاہدے سے باہر نکل رہے ہیں تو ہم اتحادیوں کے ساتھ مل کر ایرانی ایٹمی خطرے سے متعلق حقیقی مستقل اور جامع حل تلاش کریں گے۔۔ اس معاہدے کی وجہ سے ہی یہ بدترین حکومت برسرِ اقتدار ہے اور یہ زبردست دہشت گردی کا اقتدار ہے۔۔ کئی بلین ڈالر کی مالیت کا" **(Sputnik, Al-Jazeera 8/5/2018)**۔

یہاں یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ٹرمپ نے جھوٹ پر مبنی بیانات دیئے اور ایرانی استطاعت کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تاکہ حقیقی وجہ بیان کئے بغیر ایران ایٹمی معاہدے سے دست بردار ہونے کا جواز لا سکے۔ حقیقی وجہ یہ ہے کہ آج امریکی مفاد کو درکار ہے کہ ایران کو کم تر کردار دیا جائے اور خطے میں اس کا کردار گھٹایا جائے لیکن اس کو تیار رہنا ہے تاکہ امریکی پالیسی کی ضرورت کے مطابق عمل درآمد کرتا رہے۔ یہ وہ چیز ہے جو امریکی پالیسی میں کئی بار دوہرائی جاتی ہے، یعنی امریکہ اپنے مفاد کے مطابق اپنی پالیسی کو تبدیل کر لیتا ہے جیسا کہ روس کے ساتھ بھی ہوا جب 30 ستمبر 2015 کو اوبامہ کی روس کے صدر پوٹن کے ساتھ ملاقات ہوئی اور اس نے ملک شام کے مشن میں ایران کی مدد کے لئے روس کو داخل ہونے کے لئے طلب کیا تھا تاکہ بشار کا اقتدار باقی بچا رہے۔ اس کردار کے تحت ملک شام میں روس کے داخل ہونے اور فوجی مستعدی کی امریکہ نے اجازت دی تھی۔ لیکن جب روس نے اس کردار کا استعمال خود اپنے مفاد کے لئے کیا تاکہ خود کو امریکہ سے الگ آزادانہ کارروائی کرنے والا ظاہر کرے تو امریکہ کے مفاد میں اب یہ ضروری تھا کہ روس کو ایسا سبق سکھائے تاکہ وہ اپنی حد جان لے اور اسی لئے روس پر ملک شام میں بمباری کی گئی تھی۔ جیسا کہ ہم نے اس سے قبل 14 اپریل 2018 کو ایک سوال کے جواب بتایا تھا کہ "امریکی حملہ روس کے لئے ایک سبق تھا بجائے یہ کہ شامی کیمیائی ہتھیاروں پر کیا گیا کوئی حملہ تھا، آج علی الصبح تقریباً دس مختلف مقامات پر حملے کئے گئے، البتہ آج صبح میڈیا میں چند ملٹری آفیسرز کے آئے ہوئے تبصروں کے مطابق ان میں سے کچھ مقامات ہی بشار کے کیمیائی ہتھیار کے مراکز یا ریسرچ سنٹر تھے البتہ ان کی اکثریت فوجی مقامات تھے"۔ اس طرح یہ معلوم بات ہے کہ امریکی پالیسی کس طرح اس کے مفادات کے ساتھ تبدیل ہو جاتی ہے۔

3۔امریکی مفاد کو مزید جو ایک چیز خاطر درکار تھی وہ یہ کہ امریکہ چاہتا تھا کہ فلسطین اور القدس پر یہودی قبضے اور جرائم سے توجہ ہٹ جائے اور طویل عرصے سے امریکہ اپنا سفارت خانہ القدس یعنی یروشلم میں منتقل کرنا چاہتا تھا البتہ موجودہ دوریاستی حل کے نفاذ اور یروشلم کی تقسیم کی خاطر وہ رکا ہوا تھا اور اسی لیے اب تک سفارت خانے کی منتقلی کو ملتوی کرتا آرہا تھا۔ لیکن اب امریکہ دوریاستی حل کی بجائے چند ترمیمات وافعال کے ذریعہ دوسرا حل پیش کر کے فلسطین کا ایک مختلف سیاسی حل دیکھتا ہے جس کو وہ صدی کا سب سے بڑا معاہدہ قرار دیتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے درکار تھا کہ امریکہ کی جانب سے طے شدہ عمل یعنی سفارت خانے کو القدس منتقل کرنے پر عمل درآمد کرنا شروع کردے اور اس پر موجود سنسنی اور کشید گی کو کم کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس کے لئے اس نے ایران پر اپنی توجہ مرکوز کی اور اس کے کردار کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور یہ کام "روبیدہ" حاکموں کے ساتھ 21 مئی 2017 کو ٹرمپ کی ایک کانفرنس میں کیا گیا جب ٹرمپ نے 55 اسلامی ملکوں کے سربراہوں اور نمائندوں کو طلب کر کے ان سے خطاب کیا تاکہ یہودی دھڑے اور سعودی و دیگر حکومتوں کے مابین مصالحت کے معاہدات پر دستخط کروائے یعنی یہودی دھڑے کے ساتھ ان کے تعلقات کو قائم کروایا جائے اور فلسطین کے ایک ایسے حل کی جانب قدم بڑھائے جس کے تعلق سے ابھی تک امریکہ نے اعلان نہیں کیا ہے۔ سعودی حکومت اس امریکی حل کو فروغ دینے کی کوشش کر رہی ہے اور فلسطینی اتھارٹی پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ وہ اس حل کو قبول کرلے یعنی امریکہ نے یہودی دھڑے جس نے فلسطین اور اسراء والمعراج کی سرزمین پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے اس پر سے دھیان ہٹا کر ایران کو توجہ کا مرکز بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس پر سعودی عرب نے ٹرمپ کی اطاعت وتابعداری اختیار کی اور اس کی حمایت کر کے اس حل کو فروغ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔۔ اس لیے امریکہ کے مفاد میں ہے کہ ایٹمی معاہدے کے موضوع کو خوب بھڑکائے اور ایران کو بڑھا چڑھا کر دکھائے گویا یہ دکھلائے کہ ایٹمی معاہدہ ایران کی ہزیمت و بے عزتی نہیں تھی بلکہ اس معاہدے کی وجہ سے ایران طاقتور بن رہا تھا۔ جہاں تک معاہدے کی بات ہے تو معاہدے میں جو کچھ شامل تھا تو امریکہ کے لئے ایران کو ذلیل کرنے والا اس سے زیادہ کوئی دوسرا معاہدہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس بات کو نوٹ کیا گیا کہ امریکہ یہودی دھڑے کی بجائے ایران کو خطے کا دشمن بنا کر پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر حالیہ دنوں میں جب ایران کے اندر حکومت مخالف مظاہرے ہوئے تھے تو امریکہ نے مظاہروں پر اپنی پوری توجہ مرکوز کی تھی اور مظاہرین کی تحریک کو استعمال کیا۔ یہاں غور طلب یہ بات ہے کہ خطہ میں ایران کا کردار امریکہ کی جانب سے پوری احتیاط و توجہ سے تیار کی گئی ایک تفصیلی امریکی پالیسی ہے اور امریکہ کا ایران میں مظاہرین کی تحریک میں شامل ہونے اور استعمال کرنے کا مقصد ایران کے اقتدار کو تبدیل کرنا نہیں تھا بلکہ اس کے دیگر اغراض و مقاصد تھے جن کو ہم نے 11 جنوری 2018 میں ایک سوال کے جواب میں یوں بیان کیا تھا:

"تو پھر امریکہ کیوں ان مظاہروں کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس کو کس لیے استعمال کر رہا ہے؟ تو یہ دو مقاصد کے لئے اہم ہے:
پہلا مقصد تو فلسطین اور القدس (یروشلم) کے متعلق ٹرمپ کے دیئے گئے بیانات سے دھیان ہٹانے کی خاطر اور خطے کو ایران سے متعلق مصروف و بے چین رکھنا ہے تاکہ ایران ہی خطے کے دیگر ممالک کو اپنا سب سے بڑا دشمن نظر آئے اور اس طرح خطے میں سب کی توجہ ایران پر لگی رہے اور یہودی ریاست سے اگر پوری طرح نہ ہٹے تو کم از کم اس پر کم توجہ جائے جو کہ فلسطین کا غاصب ہے۔
دوسرا مقصد یہ کہ خطے میں امریکہ کے ایجنٹوں کے وجود کو قائم رکھنے کا جواز فراہم کرنا ہے کہ وہ خطے میں ایران کے خطرے کے خلاف کھڑے ہیں اور یہ کہ کس طرح امریکہ کو ایران کے خطرات سے بچا رہے ہیں۔ القدس سے متعلق ٹرمپ کے بیانات اور یہ بات کہ القدس یہودی دھڑے کا دارالحکومت ہے (جیسا کہ ہم نے 7 دسمبر 2017 کو اپنے لیفلٹ میں بیان کیا تھا کہ یہ امریکی ایجنٹوں کی پیٹھوں پر امریکہ کی جانب سے ایک زوردار گھونسا تھا۔ کیونکہ "القدس (یروشلم) مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں میں رچا بسا ہوا ہے اور ٹرمپ کے بیانات پر ان امریکی ایجنٹوں کی خاموشی اور امریکہ کے لئے اطمینان بخش ایجنٹ بنے رہنے کی خاطر ان کا اصرار مسلمانوں کے لئے ایک بڑا اسکینڈل بنا ہوا ہے۔۔۔ ایران کے خلاف ٹرمپ کا بیان ان کے گھناؤنے وجود کو سہارا عطاء کرتا ہے جس کو پکڑ کر وہ ٹرمپ کی جانب سے القدس کے حوالے سے بیانات آنے کے باوجود اپنے امریکی ایجنٹ بنے رہنے کی

خاطر اسے عذر لنگ کے طور پر پیش کریں۔۔اور ان کا یہ کہنا کہ ٹرمپ ایران کے خلاف کھڑا ہے جو کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس بات کو اس جرم کے لئے عذر بنانا خود جرم کرنے سے زیادہ خطرناک بات ہے۔(قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ)"اللہ انہیں غارت کرے، یہ کس دھوکہ میں مبتلاء ہیں"(المنافقون:4)""۔

4۔ایران کے ساتھ ایٹمی معاہدہ کرنے میں امریکہ کا کلیدی کردار تھا اور یورپ نے معاہدے کی امریکی کاپی کو منظور کر کے صرف اس پر دستخط کر کے دستخطی فریق بننا قبول کیا تھا یعنی یورپ نے امریکہ کے سامنے خود سپردگی کے ساتھ اس معاہدے کو تسلیم کیا تھا تاکہ اس کا بین الاقوامی وجود اہم بنا رہے! اور ہم نے ایٹمی معاہدے کے دوران یورپ کی پوزیشن کو 22جولائی 2015 کو ایک سوال کے جواب میں یوں بیان کیا تھا:

"۔۔۔یورپ کے سامنے اور کوئی چارہ نہیں تھا جب ان کو یہ سمجھ آچکا تھا کہ وہ ایران کے اس امریکی ایٹمی معاہدے کو روک نہیں سکتے ہیں یا امریکی نفوذ پر کسی بھی طرح اثرانداز نہیں ہو سکتے ہیں سوائے اس کہ ایران کی جانب بڑھیں اور اس کے اندر سرمایہ کاری اور منصوبوں کو بطور مال غنیمت حاصل کریں کیونکہ جرمنی مالی رکاوٹوں سے جوجھ رہا ہے اور یوں ایران میں لمبے عرصہ کام کرنا ممکن ہو سکتا ہے تاکہ دوبارہ وہاں یورپی اثر و نفوذ پیدا کر سکیں یا پھر امریکہ کے ہمراہ کچھ اپنا اثر و نفوذ حاصل کر سکیں۔۔۔"

اس طرح یورپ نے معاہدے سے فائدہ اٹھا کر ایران کے ساتھ تجارتی تعلق قائم کر لیا چنانچہ ایران اور یورپ کے درمیان تجارتی توازن میں اضافہ ہو گیا۔ معاہدے سے قبل اور ایران پر پابندی کے دوران امریکہ کے ساتھ یورپی تجارت میں کمی آئی تھی اور یہ تیسری وجہ تھی جس کی وجہ سے ٹرمپ نے معاہدے کو توڑنے میں جلدی کی تاکہ بالخصوص تجارتی طور پر یورپ کو سبق سکھایا جا سکے۔ٹرمپ نے 7مئی کو ایک ٹویٹ کے ذریعہ اعلان کیا کہ اس نے ایران ایٹمی معاہدے کے متعلق بیان کے دن کو جلدی کرنے یعنی 12مئی سے 8مئی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اس اقدام کے متعلق یہ بات قابل غور ہے کہ یہ قدم ایٹمی معاہدے سے دستبرداری سے باز رکھنے کی خاطر لئے جانے والے یورپی اقدامات کے پیش نظر لیا گیا۔ سائٹ العربی الجدید نے موقع ایکسیوس alalam.ir کے حوالہ سے بتایا کہ:"۔۔امریکی سیکریٹری خارجہ مائیک پامپو نے جمعہ 4مئی 2018 کو اپنے یورپی ہم منصبوں فرانسیسی، برطانوی، جرمن وزرائے خارجہ کو امریکہ کے ایران ایٹمی معاہدے سے دست بردار ہونے کے ٹرمپ کے ارادے کے متعلق بتایا اور اس نے معاہدے کی ممکنہ ترمیم کے متعلق گذشتہ مہینوں کے دوران امریکی مذاکرات کاروں کی قائم ہوئی اتفاق رائے کو رد کر دیا"۔امریکہ نے یورپ کے ساتھ اشتراک و تعاون منظور نہیں کیا اور نہ یورپ کی کوئی پرواہ کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند باتوں کے لئے وہ یورپ کو سبق سکھانا چاہتا ہے اور ان کو خود سے دور کرنا چاہتا ہے اور اس موضوع پر ان سے کوئی اشتراک نہیں چاہتا ہے۔

5- یورپ سمجھ چکا ہے کہ معاہدے کو منسوخ کرنے سے اس کو زبردست تجارتی خسارہ ہو گا جو سیاسی طور پر بھی نقصان دہ ہو گا چنانچہ اس نے پوری کوشش کی کہ ٹرمپ کے ساتھ ملاقات کر کے اس کو معاہدہ سے دست بردار ہونے سے روکا جائے۔فرانس کا صدر ماکرون امریکہ گیا اور اس نے امریکی صدر ٹرمپ کو معاہدے سے دست برداری سے باز رکھنے کے لئے متفق کرنے کی کوشش کی۔اس کے بعد اس کے بعد جرمنی کی چانسلر مرکل نے کوشش کی اور امریکہ کو رعایتیں دیں لیکن اس کو قبول نہیں کیا گیا۔ یوں یورپ کی کمزور پوزیشن کھل کر سامنے آگئی۔اس کے بعد برطانیہ نے ماکرون اور مرکل سے رابطہ کیا اور ایرانی ایٹمی معاہدے کو مشترکہ طور پر از خود جاری رکھنے کا اعلان کیا۔اس کے بعد برطانوی وزیر خارجہ جانسن نے امریکہ کے دورے پر جا کر وہاں سے یہ اعلان کیا کہ دنیا ایرانی ایٹمی معاہدے کی وجہ سے محفوظ تر ہے بجائے اس کہ جب سرے سے ایٹمی معاہدہ موجود ہی نہ تھا اور اس طرح اس معاملے پر برطانیہ کی تیز تر مزاحمت سامنے آئی اور ٹرمپ نے اپنے موقف کو ظاہر کرنے کی تاریخ کو 12مئی سے گھٹا کر 8مئی کر دیا تاکہ یورپ

مزید متحرک نہ ہو اور اپنے موقف کا اعلان کیا۔ اس طرح یوروپ کو کوئی وقعت نہیں دی گئی کیونکہ امریکی اداروں کو معاہدے سے دست برداری کے اس اقدام میں امریکی مفاد کے لئے تین محرکات/عوامل نظر آئے تھے۔

6-امریکہ کی جانب سے ایٹمی معاہدے سے دستبرداری کے خلاف آنے والے رد عمل درج ذیل تھے:

الف: یورپ افسردہ ہے، پشیمانی اور بے چینی چھائی ہوئی ہے! جرمن چانسلر انجیلا مرکل نے بتایا کہ اس نے امریکہ کے 2015 کے اس تاریخی ایران ایٹمی معاہدے سے دست بردار ہونے کے امریکی صدر ٹرمپ کے فیصلہ کو انتہائی افسوس اور فکر مندی کے ساتھ نوٹ کیا ہے اور کہا کہ: "ہم اس معاہدے کے ساتھ پوری سنجیدگی سے وابستہ رہیں گے اور اپنے اختیار میں پوری کوشش کریں گے تاکہ ایران اس معاہدے پر کاربند رہے۔ جرمنی نے فرانس اور برطانیہ سے اشتراک کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ "حل مشترکہ بات چیت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے" اور یہ کہ "یورپ کو خارجہ اور سیکیوریٹی پالیسی میں مزید ذمہ داریوں کو اٹھانا ہوگا" اور اس بات پر زور ڈالا کہ "جرمنی اپنے تمام تر اختیارات کے ذریعہ یقینی بنائے گا کہ ایران ایٹمی معاہدے کے تحت اس پر عائد ہونے والی ذمہ داری پر پابند رہے اور بتایا کہ ایران اب تک اس پر پابند رہا ہے اور کہا کہ ایٹمی معاہدے پر سوال کھڑے کرنے کی بجائے بات چیت ہونی چاہیے تاکہ مزید وسیع تر معاہدے پر بات چیت ہو سکے جو معاہدے کی اصل شرائط کے علاوہ وسیع تر ہو سکے" **(Reuters, 9/5/2018)**۔

یوں مرکل نے امریکہ کے تعلق سے یورپ کے ناکام ہونے اور اس کے ذریعہ معاہدے سے دست برداری کے نتیجہ میں پڑنے والے اثرات پر مایوسی کا اعلان کیا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ یورپ نے امریکہ کے ساتھ اعلیٰ سطحی کوشش کی تاکہ ٹرمپ کو اس معاہدے سے دست بردار ہونے سے باز رکھے اور یہ بات رکھی کہ ایران کے ساتھ معاہدے پر دوبارہ نظرثانی کی جائے لیکن اس نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ اس معاہدے کے متعلق اپنا موقف بتانے کی تاریخ کو گھٹا کر جلدی کرنے کا اعلان کر کے ان کو حیران کر دیا، اس طرح یوروپ کی امریکہ کے سامنے کمزوری ظاہر ہو گئی۔

اس کے بعد مئی 2018 کے دوسرے ہفتے میں متضاد یورپی بیانات سامنے آئے جو امریکہ کی معاہدے سے دست برداری پر ان کی بے چینی اور مایوسی کو ظاہر کرتے تھے۔ ایک طرف تو ایسے بیانات تھے جن سے امریکی فیصلے کو چیلنج کرنا ظاہر ہوتا تھا جیسا کہ یورپی یونین کے خارجہ سکریٹری Federica Mogherini کا یہ بیان: "میں بالخصوص آج رات ٹرمپ کے نئے بیان کے اعلان سے فکر مند ہوں" مزید کہا کہ "یورپی یونین اپنے سیکیوریٹی مفادات اور معاشی سرمایہ کاری کے مفادات کے تحفظ کی خاطر کارروائی کرنے کے لئے پر عزم ہے"۔ "ہم اس ایٹمی معاہدے کو دیگر بین الاقوامی برادری کے اشتراک کے ساتھ برقرار اور جاری رکھیں گے"۔ ٹرمپ کے بیانات کے رد عمل میں فرانسیسی وزیر خارجہ Jean-Yves Le Drian نے کہا کہ: "معاہدہ ختم نہیں ہوا۔ فرانس، جرمنی اور برطانیہ بروز پیر (14/5/2018) ایک اجلاس منعقد کریں گے تاکہ تازہ ترین پیش رفت، ایران کے بالسٹک میزائل پروگرام اور دیگر معاملات پر گفتگو کر سکیں اور ساتھ ہی ایٹمی معاہدے کو جاری رکھیں گے اور زور دیا کہ بین الاقوامی توانائی کی کمیٹی (IAEA) کو چاہیے کہ ایران کے ذریعہ معاہدے کی شرطوں کا احترام کرنے کا اعتراف کرے"۔ (Al-Jazeera 9/5/2018).

برطانیہ، فرانس اور جرمنی نے ایک مشترکہ بیان دیا جو ان کے متحدہ موقف کو ظاہر کرتا ہے: "مشترکہ طور پر ہم JCPOA کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کو جاری رکھنے پر زور دیتے ہیں اور تمام فریقوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ معاہدے کے مکمل نفاذ پر عمل درآمد کرتے رہیں اور اس ذمہ داری سے متعلق سنجیدہ کا مظاہرہ کریں، ساتھ ہی معاہدے کے تحت ایرانی عوام کے معاشی مفادات کے حصول کو بھی یقینی بنائیں" (Al-Jazeera 9/5/2018).

"واشنگٹن کا ایٹمی معاہدے سے دست بردار ہونے کا فیصلہ ہمارے موقف کو تبدیل نہیں کرتا ہے اور اس معاہدے سے دست بردار ہونے کا ہمارا ارادہ نہیں ہے"، برطانوی وزیر خارجہ جانسن نے اپنے ملک کی پارلیمنٹ سے کہا۔ "میں امریکہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل سے باز رہے جو معاہدے کے دیگر فریقوں کو معاہدے جاری رکھنے سے روکے اور ہمارے مشترکہ حفاظتی مفاد کی خاطر درخواست کرتا ہوں" (Guardian 9/5/2018)، چنانچہ ان بیانات سے ایسا نظر آتا ہے کہ یورپ امریکی فیصلے کو چیلنج کرے گا اور معاہدے پر عمل جاری رہے گا۔

جبکہ دوسری جانب چند یورپی بیانات اس موقف سے پیچھے ہٹتے، نرمی اختیار کرنے اور اپنی کمپنیوں کے تعلق سے پر خوف نظر آئے۔ "ایٹمی معاہدے پر امریکہ کے بغیر پابند رہنا مشکل ہوگا" انجیلا مرکل کی پارٹی کے بین الاقوامی پالیسی کے سربراہ **Norbert Roitgen** نے بیان دیا۔ مزید اس نے کہا کہ جو کوئی بھی "ایران میں سرمایہ کاری کرے گا اس کو امریکہ کی سخت ترین پابندیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی بھرپائی نہیں کی جاسکے گی" اور اس نے یہ کہتے ہوئے خبردار کرنے کی کوشش کی کہ "چنانچہ جن کمپنیوں پر اس کا اثر پڑا ہے وہ شائد جلد ہی وہاں اپنی سرمایہ کاری بند کر دیں گی یا پھر اس ملک سے ہی پوری طرح نکل آئیں گی" (Der Spiegel, Germany, 9/5/2018)۔

فرانسیسی وزیر Jean-Yves Le Drian نے 9 مئی 2018 کو RTL چینل پر کہا کہ: "ایران نے اپنی ایٹمی سرگرمیوں کو روکنے کا فیصلہ اس معاشی مفاد کے عوض کیا تھا جس کو ہم یورپی تحفظ فراہم کریں گے اور اتھارٹی کچھ دنوں میں فرانسیسی کمپنیاں جو ایران میں موجود ہیں ان سے تعلق قائم کریں گی تاکہ ہم کس طرح ایران میں ان کے آپریشن میں مدد کر سکیں اور جس حد تک ممکن ہو امریکی کارروائیوں سے ان کو بچانے کی کوشش کریں گے"۔ اس طرح یورپ نے اپنے معاشی مفادات کے مستقبل کے متعلق اپنی فکرمندی ظاہر کی۔

ب: ایرانی ردعمل اس کی بہ نسبت پر اطمینان تھا اور اس میں یورپ کی جانب جھکاؤ نہیں تھا۔ ایرانی صدر حسن روحانی نے ٹرمپ کے فیصلہ کو "نفسیاتی جنگ اور معاشی دباؤ" کا نام دیا اور کہا کہ "ہم ٹرمپ کو یہ نفسیاتی جنگ جیتنے اور ایرانی عوام پر معاشی دباؤ ڈالنے نہیں دیں گے" اور کہا کہ "اس کا ملک ایٹمی معاہدے پر امریکہ کے بغیر بھی کاربند ہے اگر چند ہفتوں میں اس کو یقین دہانی دلائی جائے کہ اس کو معاہدے کے تحت معاشی فائدے حاصل ہوتے رہیں گے اور اس کے لئے دیگر فریقوں سے ضمانت بھی ملے۔ اور ہم اپنے اتحادیوں اور ایٹمی معاہدے کے دیگر فریقوں سے بات چیت کرنے سے قبل چند ہفتوں تک انتظار کریں گے جن کے ساتھ ہماری گفتگو جاری ہے۔ یہ سارا معاملہ ہمارے مفادات کی ضمانت سے جڑا ہوا ہے اگر اس کا یقین دلایا جائے گا تو ہم معاہدے کے تحت پابند رہیں گے لیکن اگر معاہدہ صرف کاغذی رہ جائے گا اور اس سے ایرانی عوام کے مفادات کی ضمانت حاصل نہیں ہوگی تو ہمارے لئے راستہ صاف ہو جائے گا" (Iran's official television 9/5/2018)۔

ایرانی شوری کونسل کے اسپیکر علی لاریجانی نے کہا: "یورپ اس سے قبل بھی امریکی دباؤ میں آچکا ہے جس کی وجہ سے اس سے قبل 2012 اور 2015 کے درمیان پابندی کے دوران وہاں کی اکثر کمپنیوں نے ایران سے اخراج کر لیا تھا۔ معاہدات کو جاری رکھنے کے ان کے بیانات پر ہم زیادہ پر اعتماد نہیں ہو سکتے البتہ چند ہفتوں کے مشاہدے کے بعد اس کو آزمایا جاسکتا ہے تاکہ دنیا کے سامنے واضح ہو جائے کہ ایران نے پوری کوشش کی تھی کہ ایک پرامن سیاسی حل نکل سکے" (Deutsche Welle, 9/5/2018)۔ اس طرح ایران کو یورپی موقف اور اس پر پابندی کے متعلق پورا اعتماد نہیں ہے اور اس کو اپنے مفادات کا خوف ہے اور اگر پابندیاں عائد کی گئیں تو اس کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔

ج: روس نے ٹرمپ مخالف اپنا موقف یورپی موقف کے ساتھ نہیں ملایا اور اپنے موقف کا تنہا اعلان کیا، "روس کو ٹرمپ کے فیصلے نے بے حد مایوس کیا ہے۔۔ اس کو منسوخ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے خاص طور پر ایک ایسا معاہدہ جو مکمل طور پر موثر تھا۔۔ اور ماسکو ایٹمی معاہدے کے دیگر

فریقوں کے ساتھ اشتراک کرنے کی خاطر تیار ہے اور ایران کے ساتھ اپنے تعلقات کو ترقی دیتا رہے گا""(Al Jazeera 9/5/2018)روسی وزیر خارجہ لاؤروف نے کہا۔

اور دیگر فریقوں یعنی یورپی فریق جنہوں نے روس سے تعلق قائم نہیں کیا اور انہوں نے آپس میں طے کیا اور اس کے بغیر ایران کے ساتھ گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا۔ روس ان سے اشتراک کے تعلق سے احتیاط سے بات کرتا ہے، اس طرح روس کا معاملہ نازک ہے وہ اس معاملے میں امریکہ کے ہمراہ نہیں جا سکتا کیونکہ یہ ایران سے جڑے اس کے مفادات اور پالیسی کے خلاف ہے اور وہ یورپ کے ساتھ نہیں جا سکتا ہے جو روس کے ساتھ اپنے تعلقات خود کشیدہ کر رہے ہیں تا کہ روس ان کو سب سے الگ تھلگ کرنے میں امریکہ کا آلہ کار نہ بن سکے۔

د: جہاں تک چین کی پالیسی کا تعلق ہے تو چین کے مشرق وسطی کے خصوصی سفیر Gong Xiaosheng نے کہا: "تمام فریق جو ایران کے ساتھ ایٹمی معاہدے میں شامل ہیں وہ لازمی طور پر اس کی پابندی کریں اور آپس کی بات چیت اور گفتگو کے ذریعہ مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں اور اس کا ملک تمام دستخط کرنے والے ممالک کے درمیان اشتراک بڑھانے کے لئے تعاون کرنے کو تیار ہے" **(Xen-Kho 9/5/ 2018)**۔ یہ ایک مبہم سا عوامی بیان ہے جس کے تحت چین یورپی ممالک کے ساتھ بھی کھڑا نہیں ہوا جو معاہدے سے دست برداری کے مخالف ہیں بلکہ اس نے اس بیان کے ذریعہ یورپی اور امریکی موقف کو ایک ہی سطح پر رکھ دیا ہے۔ امریکہ کے تئیں چین کے کمزور بین الاقوامی موقف اور اس کے امریکہ کے ساتھ تجارتی تعلقات کو لے کر پس وپیش کی وجہ سے چین کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا ہے۔

خلاصہ: ٹرمپ نے ایٹمی معاہدے سے دست برداری کا اعلان اس لئے نہیں کیا کہ اس معاہدے میں کسی طرح ایران کی یا ایرانی مفادات کی جیت شامل تھی یا اس سے ایران کا درجہ بڑھ گیا تھا، بلکہ اوبامہ کے دور میں ہوئے اس معاہدے کی حقیقت پہلے ہی ایران کی ذلت اور بے غیرتی کے ساتھ اپنے ایٹمی پروگرام سے دست برداری کی تھی بلکہ ٹرمپ نے اس معاہدے سے دست برداری اس لئے اختیار کی کیونکہ امریکہ کے مفادات کو آج تین عوامل درکار ہیں جن کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

الف: امریکہ کو ایران کے جس کردار کی ضرورت تھی بالخصوص جو اس نے 2015 میں ادا کیا، تھا اس کردار کی اب ضرورت نہیں رہی جیسی 2015 میں تھی۔

ب: ایران کے خلاف امریکی دشمنی کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کرنا، بالخصوص سعودی عرب اور اسی کی طرح کے دیگر حکومتوں کے سامنے تا کہ ان کا اول دشمن یہودی دھڑے کی بجائے ایران ہو جائے۔

ت: یورپ کو سزا دے، بالخصوص تجارتی طور پر کیونکہ یورپ نے اس معاہدے کے قائم ہونے کے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایران کے ساتھ تجارت بحال کی اور امریکہ کے ساتھ تجارتی تعلقات میں سرد مہری دکھائی تھی۔

امریکہ اور مغرب ان سے قبل کے کفار و مشرکین کی طرح ہی کسی عہد کو پورا نہیں کرتے ہیں اور نہ کسی معاہدہ وعہد کا پاس رکھتے ہیں بلکہ ہر دفعہ اپنے معاہدے اور عہد کو توڑتے رہتے ہیں اور ان کو کسی کا ڈر نہیں۔ وہ اسلام کی اعلیٰ اقدار اور اس کے احکام سے کتنے دور ہیں جو عہد اور معاہدوں کا پابند کرتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ)

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنے معاہدوں کو پورا کرو"(المائدہ:1)

بلاشبہ انسانیت کو آج خلافت راشدہ کی سخت ضرورت ہے جو معاہدات کو پورا کرے اور عہد کی پاسداری کرے اور لوگوں کے درمیان انصاف، تحفظ اور امن وامان کو پھیلائے بالخصوص جب کفار نے فساد کو زمین میں پھیلا دیا ہے اور اب یہ فساد لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور ہر جاندار و بے جان کو تباہ کئے جا رہا ہے۔

مسلمانوں اس خلافت کے قیام کے لئے اٹھ کھڑے ہو، اس کی عظمت وجلال اور فتوحات کے ذریعہ سرخرو ہو جاؤ، سچ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ ﷺ نے تمام کمزوریوں، علالتوں اور تذلیل سے تحفظ حاصل کرنے کے لئے خلیفہ کو امت کے لیے ڈھال یعنی تحفظ قرار دیا۔

»إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ«

"خلیفہ تمہاری ڈھال ہے جس کے پیچھے تم قتال کرتے ہو اور خود کو بچاتے ہو"(مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا)

27 شعبان 1439 ہجری

CE 13/5/2018